RS: 3/-

ہفت روزہ
الجمعیۃ
نئی دہلی

جلد ۱۱ شمارہ ۲۲ ۱۸ تا ۲۴ اگست ۲۰۰۰ء ۱۶ تا ۲۲ جمادی الاول ۱۴۲۱ھ

جموں وکشمیر میں امرناتھ یاتریوں کے سفاکانہ قتل کی آڑ میں

فرقہ پرستوں کی طرف سے پرامن فضا کو زہر آلود کرنے کی ناپاک کوشش

مسلمانوں نے جہاں فرقہ پرستوں کی دھمکیوں کا انتہائی صبر وتحمل کے ساتھ جواب دیا ہے وہیں کشمیر کے اس قتل عام کی بھی بھرپور مذمت کی ہے۔

۲ اگست کو پہلگام میں جو کچھ ہوا اور جس طرح سینکڑوں بے قصور اور نہتے امرناتھ یاتریوں اور اپنی روزی روٹی کمانے کے لیے آنے والے اتر پردیش، بہار اور بنگال کے دو درجنوں مزدوروں کو انتہا پسندوں نے اپنی سفاکی اور بربریت کا شکار بنایا ہے اس کی ہندوستان کے عوام نے بلا تفریق مذہب وملت سخت ترین مذمت کی ہے اور واقعہ یہ ہے کہ یہ قتل عام درندگی اور سفاکی کی ایک ایسی خطرناک مثال ہے جس کی نہ صرف مذمت کی جانی چاہیے بلکہ ایسے لوگوں کے خلاف ایسی سخت کارروائی کی جانی چاہیے جس سے انہیں چھٹی کا دودھ یاد آجائے۔

یہ صحیح ہے کہ جس انتہا پسند تنظیم نے بھی یہ حرکت کی ہے اس نے حکومت ہند اور حزب المجاہدین کے درمیان ہونے والی گفتگو کو سبوتاژ کرنے کی غرض سے ہی یہ حرکت کی ہے۔ دلچسپی کی بات یہ ہے کہ یہ بات چیت بھی اب ختم ہو چکی ہے اور اس گفتگو کے لیے حزب المجاہدین نے جو فائر بندی کی تھی اب بھی اس نے ختم کردینے کا اعلان کردیا ہے۔

کشمیر میں گذشتہ دس برسوں سے شدت پسندی اپنے عروج پر ہے۔ اس شدت پسندی کو بڑھاوا دینے میں جہاں پاکستان اور دوسری شرپسند طاقتوں کا ہاتھ ہے وہاں خود ہمارے لیڈروں کی بدانتظامیوں، ناانصافیوں اور ان کے اخلاقی زوال کو بھی بڑا دخل ہے۔ پاکستان اور کشمیر کی گھاٹیوں میں بیٹھے ہوئے اس کے ایجنٹ کے نوجوان کشمیر کو شدت پسندی اور ظلم وجبر کا شکار بنانے کا پروگرام بنا رہے تھے۔ ہمارے قومی رہنما اس وقت

ملک کی فرقہ وارانہ صورت حال پر امیر الہند مدظلہ کا اظہار تشویش

اور فساد سے متاثرہ افراد کیلئے ریلیف کی ہدایت

نئی دہلی۔ ۹؍ اگست ۲۰۰۰ء

جمعیۃ علماء ہند کے صدر مولانا اسعد مدنی نے جو اس وقت انگلینڈ کے دعوتی وتبلیغی دورے پر ہیں روز بروز ملک کی خراب ہوتی ہوئی فرقہ وارانہ صورت حال پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ ان کی ہدایت پر فساد سے متاثرہ افراد کی بازآبادکاری کے لیے ریلیف لے کر جمعیۃ علماء ہند کا ایک وفد گجرات کے متاثرہ مقامات کے لیے روانہ ہو چکا ہے۔ وفد کی قیادت دہلی کے سابق وزیر اور صوبائی جمعیۃ کے جنرل سیکریٹری جناب حافظ محمد صدیق کر رہے ہیں۔ وفد کے دیگر ارکان میں مولانا سید محمود مدنی ناظم تنظیم جمعیۃ علماء ہند اور مولانا مراج احمد قاسمی آرگنائزر جمعیۃ علماء ہند حلقہ گجرات کے نام خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ یہ وفد فساد زدہ مقامات کے جائزے کے بعد متاثرہ افراد کی بازآبادکاری کے لیے ریلیف کی تقسیم اور اس کی نگرانی بھی کرے گا۔

محمد سالم جامعی

جہاں اقتدار کی کرسیاں تبدیل کرنے میں مست تھے اور سیاسی شطرنج پر اپنے اپنے مہروں کو مستحکم کرنے میں لگے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ دہلی میں بیٹھے والا ہر پارٹی فرقہ پرستوں کے لیے راہیں ہموار بنا رہا تھا اور ۱۹۵۳ء میں پرجا پریشد کے اسٹیج سے اس وقت کے جن سنگھ کے صدر شیاما پرساد مکرجی نے وہاں فرقہ پرستی کا بیج بویا تھا اور یہ فرقہ پرست لیڈر اس کا پھل کھانے کے لیے بیتاب تھے، جس کا نتیجہ آج ہمارے سامنے قتل، غارتگری، ظلم، تشدد اور بے گناہ انسانوں کی ہلاکتوں کی شکل میں آرہا ہے۔ پہلگام میں جو ہوا بلا شبہ وہ قابل مذمت ہے لیکن جو لوگ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش میں ہیں اور اس دہشت گردانہ حرکت کو فرقہ وارانہ رنگ دے کر اپنی سیاسی روٹیاں سینکنے کی فراق میں ہیں، وہ بلا شبہ اس سے بھی زیادہ خطرناک اور لائق مذمت

(باقی صـ پر)

فلپائن کے مورو مسلمان موت وحیات کی کشمکش کا شکار

[illegible]

امید کی کرن

[illegible]

امریکی دور

[illegible]

ہفت روزہ الجمعیۃ نئی دہلی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

کشمیر کے نام پر چوہے بلّی کا کھیل کب تک!؟

جولائی کے آخری عشرہ میں پاکستان کی تربیت یافتہ جنگجو تنظیم حزب المجاہدین کی طرف سے جس جنگ بندی کا اعلان کیا گیا تھا بالآخر وہ ۸ اگست کو شام ۵ بجے اس وقت ختم ہو گیا جب تنظیم کے سربراہ صلاح الدین نے ایک پریس کانفرنس میں اعلان کر دیا کہ چونکہ ہندوستان نے بات چیت میں پاکستان کو شامل کرنے کا اس کا مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا ہے اس لیے وہ اپنے کمانڈروں کو ہدایت کر رہے ہیں وہ اپنی کاروائی شروع کر دیں۔

گذشتہ پندرہ دنوں کے دوران حزب المجاہدین اور حکومت ہند کے درمیان چوہے بلّی کا جو کھیل چلا اس سے نہ صرف سیاستداں بلکہ ایک عام ہندوستانی شہری بھی حیران تھا اور اس کی یہ حیرانی فطری بھی تھی اس لیے کہ حزب المجاہدین کی طرف سے اچانک فائر بندی کا اعلان اور پھر فوراً ہی باضابطہ حکومت کی طرف سے حزب المجاہدین کے لیڈروں سے گفتگو کی پیشکش جس کے دو دور چلے بھی ہیں بہر حال ایک عام آدمی کے لیے حیران کن ہی ہے اور اب جبکہ اس ڈرامہ کا ڈراپ سین ہو گیا ہے تو عوام یہ سمجھنے میں شاید حق بجانب ہی ہوں گے کہ یہ سب پردے کے پیچھے کھیلا جانے والا ایک کھیل تھا جس کے اصل ہیرو کچھ مختلف تھے۔

مسئلہ کشمیر کے تعلق سے گذشتہ دو ماہ کے دوران جو ڈرامائی سین منظر عام پر آئے ان سے نہ صرف کشمیری عوام بلکہ ہندوپاک کے عوام کو بھی یک گونہ سکون محسوس ہوا تھا مئی میں حکومت نے حریت کانفرنس کے ڈیڑھ سال سے جیلوں میں بند لیڈروں کو اچانک رہا کر دیا اور عوام کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ وہ کشمیری لیڈروں سے گفتگو کر کے کشمیر کے ہر طرح الجھے ہوئے مسئلہ کو حل کرنا چاہتی ہے۔ سیاسی پارٹیوں اور عوام نے حکومت کے اس قدم کی تحسین بھی کی مگر ان لیڈروں کی رہائی کے ایک ماہ بعد بھی جب گفتگو کے کوئی آثار کہیں دور دور تک دکھائی نہیں دیے تو عوام کی امیدیں ناامیدیوں کا شکار ہو کر رہ گئیں جس کے بعد جون میں جموں کشمیر میں برسر اقتدار نیشنل کانفرنس نے ریاستی اسمبلی میں خود مختاری کی تجویز منظور کر کے مرکزی حکومت کو بھیجدی جس میں ۱۹۵۳ء سے پہلے پوزیشن کا مطالبہ کرتے ہوئے اپنے اس موقف کو واضح کیا گیا تھا کہ کشمیر ہندوستان کا ناقابل تنسیخ حصہ ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔

اس تجویز پر وزیر اعظم اور وزیر داخلہ نے موافق ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے اس کو دستور ہند کے دائرہ میں رہنے والی تجویز قرار دیا تھا مگر ایک روز اچانک مرکزی کابینہ نے اسے یکسر مسترد کر ڈالا اس کے بعد جولائی کے آخری عشرہ میں حزب المجاہدین کی فائر بندی اور اس کے ساتھ گفتگو کا ڈرامہ رچا گیا جسے خود حزب المجاہدین نے ہی واپس لے لیا ہے۔

ہندوستان ایک آزاد اور جمہوری ملک ہے یہاں ہر ایک کو اپنی بات کہنے کی آزادی حاصل ہے جمہوری ملکوں میں عوام اور سیاسی پارٹیوں کی رائے کی بھی اہمیت ہوتی ہے جس کا برسر اقتدار کسی بھی حکومت کو لحاظ رکھنا ہوتا ہے بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ آج ہندوستان میں جو لوگ برسر اقتدار ہیں وہ وہی لوگ ہیں جو کشمیر کے خصوصی درجہ کو ختم کر دینا چاہتے ہیں پھر گذشتہ پچاس برسوں میں ملک میں انہیں لوگوں کی جد وجہد کے نتیجہ میں ایک ایسا بڑا طبقہ معرض وجود میں آ چکا ہے جو کشمیر سے متعلق انہیں کی آئیڈیالوجی پر عمل پیرا ہے اس لیے اگر ہمارے وزیر اعظم اور وزیر داخلہ کشمیر کا مسئلہ حل کرنے میں مخلص بھی ہوں تو بھی ان کے لیے اس رائے عامہ کو نظر انداز کرنا آسان نہیں ہوگا جو خود ان کے اقتدار کو بنیاد فراہم کر رہی ہے۔

ہمارے خیال میں اگر مسٹر باجپئی اور ان کی حکومت خلوص دل کے ساتھ جس کی امید کم ہی ہے کشمیر کے مسئلہ کو حل کرنا چاہتی ہے تو وہ ادھر ادھر ہاتھ پیر مارنے کے بجائے سیدھے کشمیر کے

ان زعماؤں کو مطمئن کرے جو حالات سے دل برداشتگی کی وجہ سے انتہا پسندوں کی کاروائیوں پر خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں اور اس کا بہتر طریقہ یہی ہے کہ وہ کشمیر کو ہندوستان کا حصہ تسلیم کر کے کشمیر کی خود مختاری اور ۱۹۵۳ء سے پہلے کی پوزیشن [illegible] ان کے ساتھ بیٹھ کر دستور ہند کے اصولوں کی روشنی میں گفتگو کی جائے [illegible] کشمیری عوام کو احساس ہو جائے کہ حکومت [illegible] ان کے حقوق [illegible] ہے تو وہ خود ہی تخریب پسندوں کے چنگل سے نکل جائیں گے [illegible] کشمیر کا مسئلہ [illegible] حل کرنے [illegible] دوسرے [illegible] ہے۔

[illegible] حزب المجاہدین [illegible] لیڈروں کے ساتھ گفتگو [illegible] ہندوستان کے ساتھ کشمیر کا الحاق تسلیم کرتے ہیں۔

جواہر القرآن

سورہ توبہ ۱۰ ـــ ۹

ترجمہ آیات: ـــ ۵۳ ـ ۵۶ حضرت شیخ الہندؒ

- کہہ دے کہ مال خرچ کرو خوشی سے یا ناخوشی سے ہرگز قبول نہ ہوگا تم سے بیشک تم نافرمان لوگ ہو (ف ۱)
- اور موقوف نہیں ہوا قبول ہونا ان کے خرچ کا مگر اسی بات پر کہ وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور نہیں آتے نماز کو مگر ہارے جی سے اور خرچ نہیں کرتے مگر برے دل سے (ف ۲)
- سو تو تعجب نہ کر ان کے مال اور اولاد سے یہی چاہتا ہے اللہ کہ ان کو عذاب میں رکھے ان چیزوں کی وجہ سے دنیا کی زندگی میں اور نکلے ان کی جان اور وہ اس وقت تک کافر ہی رہیں (ف ۳)
- اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ وہ بیشک تم میں ہیں اور وہ تم میں نہیں و لیکن وہ لوگ ڈرتے ہیں تم سے

فوائد: ـــ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

(ف ۱) جد بن قیس نے روم کی عورتوں کے [illegible] حضرت سے [illegible] مال سے اعانت کروں گا [illegible] خواہ خوشی سے [illegible] قُلْ أَنْفِقُوا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا [illegible] اس کا سبب اگلی آیت میں بتایا ہے۔

(ف ۲) [illegible] کافر [illegible] سب [illegible]

(ف ۳) [illegible]

کشمیر مسئلہ کے حل کے لئے فراخ دلی اور عالی حوصلے کی ضرورت ہے

کانگریس کے اہم لیڈر اور سابق مرکزی وزیر جناب غلام نبی آزاد کا انٹرویو

[illegible]

پارلیمنٹ کے مسلم ارکان

راجیہ سبھا

ریاست	تعداد	نام
آندھرا پردیش	۲	کے۔ ایم۔ خان (کانگریس) [illegible] (تیلگو دیشم)
آسام	—	—
بہار	۱	[illegible] (جنتا دل)
گجرات	۱	احمد پٹیل (کانگریس)
جموں و کشمیر	۳	غلام نبی آزاد (کانگریس) شریف الدین شارق (نیشنل کانفرنس) [illegible] عبدالرشید (نیشنل کانفرنس)
کرناٹک	۲	[illegible] (جنتا دل) [illegible] رحمن (کانگریس)
کیرلا	۲	[illegible] (مسلم لیگ) [illegible] (مسلم لیگ)
مدھیہ پردیش	۳	سکندر بخت (بی جے پی) [illegible] (کانگریس) [illegible] (کانگریس)
مہاراشٹر	۲	[illegible] (کانگریس) [illegible] (کانگریس)
راجستھان	۱	[illegible] (کانگریس)
تمل ناڈو	۲	[illegible] (ڈی ایم کے) [illegible]
اتر پردیش	۴	[illegible] (سماج وادی پارٹی) [illegible] (سماج وادی پارٹی) [illegible] [illegible] (کانگریس)
مغربی بنگال	۱	[illegible] (سی پی آئی ایم)
دہلی	۱	[illegible] (کانگریس)
[illegible]	—	—
[illegible]	—	—
نامزد	۱	[illegible] (نامزد)

کل سیٹیں [illegible]
کل تعداد [illegible]
مسلمانوں کا فیصد [illegible]
مجموعی مسلمانوں کی تعداد کا فیصد [illegible]

لوک سبھا

ریاست	تعداد	نام
آندھرا پردیش	۱	[illegible]
آسام	۲	[illegible] (کانگریس) [illegible] (کانگریس)
بہار	۳	سید شاہنواز حسین (بی جے پی) [illegible] (آر جے ڈی) محمد شہاب الدین (آر جے ڈی)
گجرات	—	—
جموں و کشمیر	۴	[illegible] (نیشنل کانفرنس) [illegible] (نیشنل کانفرنس) [illegible] (نیشنل کانفرنس) [illegible] (نیشنل کانفرنس)
کرناٹک	۳	[illegible] (کانگریس) [illegible] (کانگریس) [illegible] (کانگریس)
کیرلا	۳	[illegible] (مسلم لیگ) ای احمد (مسلم لیگ) غلام محمود بنات والا (مسلم لیگ)
مہاراشٹر	—	—
راجستھان	—	—
تمل ناڈو	—	—
اتر پردیش	۸	[illegible] (کانگریس) [illegible] (بی ایس پی) [illegible] (آر ایل ڈی) [illegible] (سماج وادی پارٹی) [illegible] (کانگریس) [illegible] (سماج وادی پارٹی) [illegible] (بی ایس پی) [illegible] (بی ایس پی)
مغربی بنگال	۷	[illegible] (سی پی ایم) [illegible] (سی پی ایم) [illegible] (کانگریس) [illegible] (ترنمول کانگریس) [illegible] (سی پی ایم) [illegible] (سی پی ایم)
دہلی	—	—
لکشدیپ	۱	[illegible] (کانگریس)
[illegible]	۱	[illegible] (کانگریس)
نامزد	—	—

کل سیٹیں ۳۳
کل تعداد ۵۴۳ (نامزد شامل نہیں)
مسلمانوں کا فیصد [illegible]
مجموعی مسلمانوں کا فیصد [illegible]

[illegible]

(باقی صفحہ [illegible] پر)

الوداع تنظیم ابنائے قدیم الوداع

تحریر: مولانا محمد ابوبکر غازی پوری

دارالعلوم دیوبند میں جب استاذ محترم حضرت مولانا وحید الزماں صاحب کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کا قضیہ شدت اختیار کر گیا اور بالآخر انھیں دارالعلوم دیوبند میں خدمت تدریس سے مستعفی ہو جانا پڑا یا بقول بعض فضلائے دارالعلوم ان کو دارالعلوم کی خدمت سے مجبور کر کے الگ کر دیا گیا تو فضلائے دارالعلوم کی ایک جماعت نے اس قضیہ کو ملک گیر بلکہ عالمگیر بنانے کے لیے تنظیم ابنائے قدیم کی طرح ڈالی۔ تنظیم ابنائے قدیم کے قیام کا پس منظر یہی ہے۔ میں نے اپنے طور پر جو سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ تنظیم ابنائے قدیم کی تاسیس میں دو جذبوں نے زبردست کردار ادا کیا ہے۔ ایک تو استاذ محترم حضرت مولانا وحید الزماں صاحب کیرانوی سے محبت و عقیدت کا جذبہ اور دوسرے حضرت مولانا اسعد صاحب مدنی دامت برکاتہم سے عداوت و مخالفت کا جذبہ۔ تنظیم ابنائے قدیم کے مؤسسین میں ابتداءً یہی دو جذبے کام کر رہے تھے۔ اور جو لوگ تنظیم قائم ہو جانے کے بعد اس کے آگے پیچھے رہے، ان میں چاہے حضرت الاستاذ مرحوم سے محبت و عقیدت کا جذبہ نہ رہا ہو، مگر حضرت مولانا اسعد مدنی سے مخالفت و معاندت کا جذبہ یقیناً تھا۔

ہم نے اس چیز کو روز اول ہی محسوس کر لیا تھا، اس لیے ہماری اس تنظیم سے شروع ہی سے کوئی دلچسپی نہیں تھی، کسی کی عقیدت و محبت میں کسی تنظیم کا قیام تو اچھی بات ہے مگر اس تنظیم کے قیام میں کسی کی مخالفت و عناد کا بھی جذبہ کارفرما ہو یہ میری سمجھ سے بالاتر بات تھی۔ اور جس قسم کے لوگ اس میں قائدانہ رول ادا کر رہے تھے ان کو دیکھ کر مجھے اندازہ لگ گیا تھا کہ اس تنظیم سے خیر کی توقع کم ہے۔ دارالعلوم کی طرف اس کا انتساب تو صرف رسمی ہوگا اور کام وہ ہوگا جس سے دارالعلوم کا فکر، مشرب، مسلک مجروح ہوگا اور قاسمیت اور دیوبندیت جس کا نام ہے اس کو تنظیم سے سخت دھچکا لگے گا۔

میرا یہی احساس تھا اور اسی احساس میں روز بروز پختگی پیدا ہوتی رہی اور یہی وجہ ہے کہ اس تنظیم کے بعض ایسے ذمہ دار جو میرے محب اور مخلص ہیں ان کے شدید اصرار کے باوجود تنظیم کے ترجمان پرچہ میں اپنا تعارف چھپنے پر میری طبیعت کبھی آمادہ نہیں ہوئی۔

میرا جو احساس تھا جس کا اوپر ابھی تذکرہ ہوا، وہ واقعہ اس وقت بن کر سامنے آگیا جب ۲۰ر مئی ۲۰۰۰ء کو دہلی میں تنظیم نے اپنا پہلا کارنامہ پیش کیا اور الامام محمد قاسم النانوتوی کے عنوان سے دہلی میں سیمینار منعقد کیا جس میں شیعہ، بوہرہ، منکرین کی پذیرائی ہوئی اور وحید الدین خاں صاحب نے بھی اپنے وجود مسعود سے اس سیمینار کو رونق بخشی۔

میں نے اوپر عرض کیا کہ میرا اس تنظیم سے رسمًا بھی کوئی تعلق نہ تھا اور نہ اب ہے، لیکن میں نے کبھی زبان و قلم سے اس تنظیم کے بارے میں کچھ کہا سنا نہیں، بلکہ اس کے بعض نوجوان فضلاء سے میرا قریبی اور عزیزانہ تعلق رہا ہے اور ہے اور فی الحقیقت انھیں فضلاء کی محبت کا ہی طفیل ہوا اور مجھے بھی اس سیمینار میں شرکت کرنی پڑی۔

میں ان فضلاء میں سے بطور خاص دو کا نام لوں گا۔ ایک تو ہیں ہمارے برادر عزیز مولانا مزمل حسین قاسمی اور دوسرے ہیں برادر عزیز مولانا اسعد اعظمی جو پہلے "ترجمان دارالعلوم" کے ایڈیٹر تھے۔ دارالعلوم دیوبند کے یہ دونوں فاضل اپنی علمی صلاحیت اور بہت سی خصوصیات میں بہت ممتاز ہیں، ان سے ربط و تعلق کے بعد ان کی ان خصوصیات کا جب مجھے علم ہوا تو ان کی قدر میرے دل میں بڑھ گئی اور میں ان سے قریب ہوتا گیا۔ میرا منشا یہ ہے کہ دارالعلوم کا فاضل کوئی بھی ہو اور کام کا ہو اور کام بھی کر رہا ہو تو اس کی حوصلہ افزائی کی جائے، اس کی ہمت بڑھائی جائے اور اس کے کاموں کی ستائش کی جائے۔ مولانا اسعد تو ماشاء اللہ اس وقت سعودی سفارت خانہ میں ایک اچھی پوسٹ پر ہیں۔ اور ان کا تنظیم کے دفتر میں ان کی اپنی مصروفیات کی وجہ سے آنا جانا بھی کم ہو گیا ہے۔ مگر مولانا مزمل سے برابر ملاقات ہوتی رہتی ہے۔ مولانا مزمل بہت تیز، فعال اور متحرک آدمی ہیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ وقت اور بات کے پابند ہیں۔ ان کی یہ خصوصیات مجھے بہت بھاتی ہیں اور ساتھ ساتھ چھوٹے بڑے کا لحاظ بھی ان میں بہت ہے۔ مولانا وحید الزماں صاحب کے مخصوص شاگردوں میں ان کا شمار ہوتا ہے اور مولانا کے بڑے عقیدت مند ہیں۔ مولانا اسعد صاحب مدنی سے ذہنًا بہت دور ہیں مگر اس کے باوجود میرے سامنے جب بھی انھوں نے مولانا اسعد صاحب کا نام لیا تو بڑے ادب و احترام سے لیا۔ صرف "حضرت مولانا اسعد صاحب" کہہ کر ان کا نام لیتے ہیں۔ ان کی اس خصوصیات کی وجہ سے میرے دل میں ان کی بڑی قدر ہے اور میں ان کی بات کا عمومی طور پر رد نہیں کرتا ہوں۔ ان کا حکم ہوا کہ تم کو سیمینار میں شرکت کرنی ہے۔ میں نے کہا کہ حاضر ہوں۔ انھوں نے کہا کہ تم کو ابتداءً ایک ہزار روپے دینے ہوں گے، میں نے کہا علی الراس والعین۔ انھوں نے کہا کہ مقالہ بھی لکھنا ہوگا۔ میں نے کہا یہ بھی بسر و چشم۔ حاصل یہ کہ مولانا مزمل سلمہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں میں نے تنظیم ابنائے قدیم کے اس سیمینار سے ہر طرح کے تعاون کا فیصلہ کر لیا۔ اور اپنے دوستوں میں سے بطور خاص مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب کو بھی تیار کر لیا کہ بھائی یہ سب اپنے ہی ہیں، اگر آپ سے وہ کچھ تعاون چاہیں تو آپ انکار نہ کریں۔ چنانچہ مولانا ابوالقاسم صاحب نے بھی نہایت بشاشت سے اپنا مقالہ لکھ کر دیا جو سیمینار میں پڑھا بھی گیا، لیکن اپنے والد کی بیماری کی وجہ سے وہ خود سیمینار میں شریک نہ ہو سکے۔

میرا حال یہ تھا کہ سیمینار سے دو دن قبل میں دہلی میں بس پر سوار ہوتے ہوئے گر گیا تھا جس کا اثر اب تک ہے کہ گھٹنوں کو صحیح طور پر موڑا نہیں جاتا۔ مقالہ بھی تیار نہیں کر سکا تھا تو اس کے لیے مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب کو منتخب کیا کہ وہ میری طرف سے متعین موضوع پر مقالہ لکھ دیں۔ سیمینار سے ایک ہفتہ قبل میرے گھر میں کسی کی طبیعت خراب ہو کر چار پانچ روز تک ان سے بالکل کھانا کھایا نہیں گیا، مگر مولانا مزمل صاحب کا اصرار تھا اور مجھے ان سے کچھ ایسا تعلق خاطر تھا کہ میں نے اس حالت میں اور شدید گرمی میں دہلی کا سفر کیا۔ اس سفر کو میں نے اپنا اتفاقی سفر سمجھا تھا اور جب میں اتفاقی سفر کرتا ہوں تو عموماً اے سی میں کرتا ہوں۔ اس لیے میرا سفر خرچ بھی کافی رہا۔ ۲۰ر مئی کی صبح کو میں لال کنواں ریاض بلڈنگ جو اپنا مستقر ہے پہنچ گیا تھا۔ میں پیروں کی تکلیف کی وجہ سے ابھی نہیں نکل سکا تھا کہ سیمینار سے متعلق اشتہارات پر میری نظر پڑی جس سے اندازہ لگا کہ کون کون افتتاحی اجلاس میں شریک ہو رہا ہے۔ ۸ بجے کے قریب مولانا اخلاق صاحب قاسمی ریاض بلڈنگ تشریف لائے۔ سلام و دعا کے بعد پوچھا تال کٹورہ اسٹیڈیم کیسے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ آٹو کر لوں گا۔ انھوں نے کہا کہ ۹ بجے گاڑی مجھے لینے آئے گی، آپ میرے ساتھ ہی چلیں۔ چنانچہ میں مولانا کے ساتھ ساڑھے نو بجے کے قریب اسٹیڈیم پہنچ گیا۔ ابھی لوگوں کی آمد شروع نہیں ہوئی تھی۔ مولانا عبد الحق فاروقی لکھنوی مل گئے۔ ان سے گپ شپ ہونے لگی، میں اور مولانا عبد الحق ساتھ ہی اسٹیڈیم ہال میں پہنچے۔ پھر مولانا خالد سیف اللہ رحمانی اور مولانا جمیل احمد قاسمی بستوی بھی آگئے اور ہم سب لوگ ساتھ ہی بیٹھ گئے۔ لوگوں کی آمد شروع ہو چکی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ ایک صاحب سادہ سوٹ اور سادہ لباس تشریف لا رہے ہیں۔ غور سے دیکھا تو یہ وحید الدین خاں تھے۔ مجھے سخت حیرت ہوئی کہ مولانا قاسم نانوتوی سیمینار میں وحید الدین خاں! میرے ساتھ بیٹھے مولانا جمیل احمد قاسمی، مولانا خالد صاحب اور مولانا عبد الحق کو بھی ان کا آنا ناگوار محسوس ہوا، چونکہ میں جانتا ہوں یہ میرا واضح موقف ہے، میں اسٹیج پر پہنچ گیا اور مولانا افضال صاحب جوہر قاسمی اور مولانا عبد اللہ مغیثی جو منتظم تھے ان سے اپنی ناراضگی کا اظہار کیا کہ اگر اس سیمینار میں وحید الدین خاں جیسے لوگوں کو بھی بلانا تھا تو ہم لوگوں کو بلا وجہ دعوت دی گئی۔ اس سیمینار میں ان کا وجود میرے لیے بالکل ناقابل برداشت ہے۔ ان حضرات نے کہا کہ یہاں اب آگئے ہیں تو اب خاموش رہو اور تم بھی اسٹیج پر آجاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ اسٹیج پر آنے کے لیے میں اسٹیج پر نہیں آیا ہوں۔ بہرحال میں اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ اب تک مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ خاں صاحب اس افتتاحی اجلاس میں مقالہ بھی پیش کریں گے۔ یہ بات مجھے مولانا خالد سیف اللہ اور مولانا عبد الحق صاحب نے بتلائی۔ میں سوچ رہا تھا کہ میں اٹھ کر چلا جاؤں۔ مجھے مولانا خالد سیف اللہ صاحب روک رہے تھے کہ اتنے میں اناؤنسر نے وحید الدین خاں کا نام پکار دیا۔ اب میرے صبر و ضبط کا بندھن ٹوٹ چکا تھا، میں تیزی سے اسٹیج کے پاس پہنچ گیا اور اناؤنسر سے کہا کہ اب سلمان رشدی ہی باقی رہ گیا ہے، اس کو بھی بلا لیجیے۔ میں نے کہا کہ میرے لیے قطعاً ناقابل برداشت ہے کہ وحید الدین خاں اس افتتاحی اجلاس میں اپنا مقالہ پڑھیں۔ اگر وہ پڑھیں گے تو میں جاتا ہوں۔ اس پر ہنگامہ ہو گیا اور پیچھے سے بہت سی آوازیں آئیں، نہیں پڑھیں گے، نہیں پڑھیں گے۔ یہ آوازیں میری تائید میں تھیں۔ اب ایک آواز اور آئی کہ جس کو جانا ہو وہ واپس چلا جائے۔ یہ آواز وحید الدین خاں کے حامیوں کی تھی۔ پھر ایک ہنگامہ کی شکل پیدا ہو گئی اور مجھے لوگوں نے میری سیٹ پر لا کر کے بٹھا دیا۔ چند دن میں

اب میرے لئے صبر وضبط کا بندھن ٹوٹ چکا تھا اور میں تیزی سے اسٹیج کے پاس پہنچ گیا اور اناؤنسر سے کہا کہ اب سلمان رشدی ہی باقی رہ گیا ہے اس کو بھی بلالیجئے۔ میرے لئے یہ ناقابل برداشت ہے کہ وحید الدین خاں اس افتتاحی اجلاس میں اپنا مقالہ پڑھیں

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

اترپردیش، بہار اور مدھیہ پردیش کی تشکیل نو کے بعد

اترانچل، جھارکھنڈ

اترانچل: نئی سرکار بی جے پی کی بنے گی

لوک سبھا میں جگہ اترانچل ریاست کی تشکیل سے متعلق بل کے پاس ہونے کے ساتھ جب اس سوال کا جواب تو مل گیا ہے کہ آخر اترانچل بنے گا یا نہیں، لیکن وہ نئے سوالوں کے جوابات جاننے کے لیے لوگ بیتاب ہیں۔

پہلا یہ اترانچل صوبے کا وزیر اعلیٰ کون ہو گا؟ اور دوسرا اس کی راجدھانی کہاں ہو گی؟ اگر حکومت نے اس نئی ریاست کی تشکیل کے عمل میں لیت لعل نہیں دکھائی تو ریاست کی پہلی حکومت عبوری ہو گی۔ اس عبوری حکومت کا وزیر اعلیٰ بننے کے لیے دوڑ دھوپ شروع ہو گئی ہے۔ اس وقت ممبران اسمبلی کی تعداد کے لحاظ سے بی جے پی کی پوزیشن نہ صرف مضبوط ہے بلکہ بہتر بھی ہے۔ نئی ریاست کی عبوری حکومت میں کل تیس اراکین ہوں گے، جس میں اسمبلی ارکان بائیس اور آٹھ ارکان کونسل کے ہوں گے۔ بائیس ممبران اسمبلی میں سترہ بی جے پی، تین سماجوادی پارٹی اور ایک ایک کانگریس اور بی ایس پی کے ہیں۔ وہاں پریشد کے جو آٹھ اراکین اترانچل کی عبوری اسمبلی کے رکن ہوں گے ان میں چھ بی جے پی کے اور دو دوسری پارٹیوں سے متعلق ہیں۔

اس سے صاف ہے کہ عبوری وزیر اعلیٰ بی جے پی کا ہی ہو گا۔ اس وقت وزارت علیا کے سب سے اہم اور مضبوط دعویدار کونسل کے چیئرمین نتیانند سوامی ہیں۔

مسٹر سوامی کے حق میں اترپردیش بی جے پی کے سبھی لیڈر کھڑے ہیں۔ وزیر اعظم اٹل بہاری باجپئی کے بھی ان سے تعلقات بہت اچھے ہیں۔ وزیر اعلیٰ کے عہدے کے لیے ہم تو رمیش چندر پوکھریال نشنک اور بھگت سنگھ کوشیاری کا بھی نام لیا جا رہا ہے۔ لیکن کھنڈوری تو عبوری اسمبلی کے رکن نہیں ہیں اور پوکھریال ابھی تک اتفاق رائے نہیں ہو سکا ہے۔ جہاں تک نئے صوبے کی راجدھانی کا سوال ہے وہ عبوری اسمبلی ہی طے کرے گی۔ اب تک دہرہ دون کا نام ہی سب سے اوپر ہے۔

یوپی میں حالانکہ کانگریس حاشیے پر ہے، مگر اترانچل میں بی جے پی کا مقابلہ کانگریس سے ہی ہے۔

سماجوادی پارٹی اور بی ایس پی کا اثر صرف پرودہ اور ادھم سنگھ نگر تک ہی محدود ہے۔ پہاڑی علاقے کی چار لوک سبھا سیٹوں میں تین پر بی جے پی کا قبضہ ہے اور نینی تال سیٹ کو ہریش راوت تیواری نے جیت کر کانگریس کا کھاتہ کھولا تھا۔ ۱۹۹۸ء میں بی جے پی کو کامیابی ملی تھی۔ نینی تال لوک سبھا سیٹ کی چار اسمبلی سیٹوں نینی تال، کھٹیما، ہلدوانی اور کاشی پور اور ہردوار لوک سبھا سیٹ کی تین وہاں سبھا سیٹوں رڑکی، لکسر اور ہردوار کو اترانچل میں شامل کیا گیا ہے۔ اس طرح اترانچل میں میدانی علاقہ کا کچھ حصہ بھی شامل ہے لیکن اس علاقہ میں سماجوادی پارٹی اور بی ایس پی کی جڑیں اترانچل ریاست کی سیاست کو متاثر کرتی رہے گی۔

اترانچل کے الگ ہونے سے اترپردیش کی سیاست پر فوری اور دوررس اثرات پڑیں گے۔ فوری اثر تو یہی ہو گا کہ ۹۰ میں جس ریاست بی جے پی حکومت دو ووٹ میں آ جائے گی۔ اترانچل الگ ہونے سے اترپردیش اسمبلی ارکان کی تعداد ۴۲۵ سے گھٹ کر ۴۰۳ رہ جائے گی۔ یعنی تب اترپردیش میں ۲۰۲ ممبران اسمبلی والی پارٹی اکثریت میں ہو گی نہ کہ ۲۱۳ والی۔ اترانچل کی عبوری اسمبلی میں جو ۲۲ رکن ہوں گے ان میں ۱۷ بی جے پی کے ہیں اور یوپی اسمبلی میں بی جے پی کے اراکین کی تعداد ۱۵۸ سے گھٹ کر ۱۴۱ رہ جائے گی جس کے بعد حکومت کی اکثریت صرف ۳ ووٹ کی رہ جائے گی۔ اس طرح بی جے پی کی حکومت کو معاونین کا مزید سہارا لینا پڑے گا۔ جہاں تک دوررس اثرات کا تعلق ہے ریزرویشن کا نظام بدلے گا۔ ہندوؤں کے پاپولر اور مقبول کرنے کر دونوں ریاستوں میں تنازعات پیدا ہوں گے اور اگر دونوں ریاستوں میں علیحدہ علیحدہ پارٹیوں کی حکومت قائم ہو گی تو اُلجھنیں اور بھی بڑھ سکتی ہیں۔

اترپردیش اسمبلی	
کل تعداد	۴۰۳
بی جے پی + معاون	۲۰۲
سماجوادی پارٹی	۱۰۷
بی ایس پی	۴۷
لوک دل	۸
کانگریس	۱۳
دیگر	۲۹
لوک سبھا سیٹیں	۸۰
راجیہ سبھا سیٹیں	۳۱

اترانچل اسمبلی	
مجوزہ تعداد	۲۲
بی جے پی	۱۷
ایس پی	۳
کانگریس	۱
بی ایس پی	۱
لوک سبھا سیٹیں	۵
راجیہ سبھا سیٹیں	۳

چھتیس گڑھ — کا[نگریس]

لوک سبھا کے رکن ہیں۔ چھتیس گڑھ کے مجوزہ چھتیس گڑھ ریاست کی آنے والی حکومت کے بارے میں یہ تو طے ہے کہ وہاں پہلی حکومت کانگریس کی ہی بنے گی کیونکہ نئی ریاست کی ۹۰ رکنی اسمبلی میں کانگریس کے اراکین کی تعداد ۴۸ ہے، جبکہ بی جے پی کے اراکین کی تعداد ۳۸ ہو گی۔ ان کے علاوہ تین رکن بی ایس پی کے اور دو آزاد ارکان ہیں۔ ایک رکن گونڈوانا گنتنتر پارٹی کا ہے۔ اس طرح اگر بی جے پی توڑ پھوڑ کرنے کی کوشش بھی کرے تو بھی وہاں پہلی حکومت کانگریس کی ہی بنے گی۔

اب جب پہلے سے یہ طے ہے کہ وہاں کانگریس کی ہی حکومت بنتی ہے تو پھر چھتیس گڑھ کے کانگریسی لیڈروں میں مقابلہ بھی ضروری ہے۔ اس مقابلہ میں شیام چرن شکل اور ودیا چرن شکل اہم رول ادا کر سکتے ہیں۔

شیام چرن شکل تین مرتبہ مدھیہ پردیش کے وزیر اعلیٰ رہ چکے ہیں اور اب سب سے سینئر لیڈر ہونے کے ناطے وہ اپنے آپ کو وزارت علیا کا فطری دعویدار بھی مانتے ہیں۔

انھوں نے اپنی دعویداری کا یہ کہہ کر اظہار بھی کر دیا کہ اگر سونیا جی نے حکم دیا تو وہ لوک سبھا سے استعفیٰ دے کر وزیر اعلیٰ کا عہدہ سنبھال سکتے ہیں۔ ان کے

مدھیہ پردیش اسمبلی	
کل تعداد	۲۳۰
کانگریس	۱۳۶
بی جے پی	۸۰
بی ایس پی	۹
دیگر	۵
لوک سبھا سیٹیں	۲۹
راجیہ سبھا سیٹیں	۱۱

ادھم سنگھ نگر کے معاملے میں بادل

[illegible]

عالم اسلام

ترجمہ قرآن کے داعیوں کو سزا

[illegible]

سعودی عرب کی نئی معاشی پالیسی

[illegible]

افغانستان میں طالبان کی حمایت میں ریلی

[illegible]

ایران میں خواتین کی امامت کا حق

[illegible]

عوامی لیگ کا امیدوار کامیاب

[illegible]

آزاد فلسطینی ریاست کا اعلان ملتوی

[illegible]

...چھتیس گڑھ کا جنم

کیا نئی وجود میں آنے والی ریاستیں درپیش چیلنجوں کا سامنا کر سکیں گی

جھارکھنڈ: بی جے پی کا پلڑا بھاری

واضح طور پر بی جے پی کے ساتھ ہے۔ اسمبلی میں دوسری بڑی پارٹی جھارکھنڈ مکتی مورچہ ہوگی جس کے بارہ ممبران ہیں۔ کانگریس کے گیارہ اراکین ہیں، جبکہ بہار میں برسر اقتدار راشٹریہ جنتا دل کے جھارکھنڈ میں صرف نو ایم ایل اے ہوں گے۔ حکومت بنانے میں آزاد ممبروں کے رول پر خاص طور سے غور کیا جا رہا ہے۔ جن کی تعداد چار ہے۔ موجودہ حالات میں ان میں سے تین مخالف خیمہ یعنی بہار میں رابڑی دیوی کی حکومت کے ساتھ ہیں۔

این ڈی اے کی جانب سے وزارت علیا کے لیے خاص طور سے دو دعویدار ہیں۔ مرکزی وزیر مملکت برائے جنگلات بابو لال مرانڈی اور سمیر پد سمیت کیا منڈا۔ ایسا لگتا ہے کہ کانگریس اور راشٹریہ جنتا دل جھارکھنڈ کے اقتدار کے لیے کر خاموش ہیں۔ پردے کے پیچھے کی جو سرگرمیاں ہیں ان میں وہ جھارکھنڈ مکتی مورچہ کے شیبو سورین کی خواہش کو بھڑکانے کی ہر کوشش

بہار اسمبلی

کل تعداد	۲۴۳
آر جے ڈی	۹۳
بی جے پی	۳۵
سمتا	۲۹
جنتا دل (یو)	۱۸
کانگریس	۱۲
بی ایس پی	۵
کمیونسٹ و دیگر	۳۰
لوک سبھا سیٹیں	۴۰
راجیہ سبھا سیٹیں	۱۶

جھارکھنڈ اسمبلی

کل تعداد	۸۱
بی جے پی	۳۲
سمتا + جنتا دل (یو)	۸
جے ایم ایم (ایس)	۱۲
کانگریس	۱۱
آر جے ڈی	۹
دیگر	۹
لوک سبھا سیٹیں	۱۴
راجیہ سبھا سیٹیں	۶

کوشش کر رہے ہیں۔ جھارکھنڈ کے آغاز نے اقتدار سے متعلق ان کی سرگرمیوں میں کافی تیزی لا دی ہے۔ علاقہ کی سب سے بڑی پارٹی بی جے پی کے لیڈروں کی چال کے ہتھکنڈوں کی سرگرمیوں نے اقتدار سے ان کی قربت کا اشارہ دے دیا ہے۔ پردے کے پیچھے ان کی جھارکھنڈ مکتی مورچہ کے شیبو سورین سے گفتگو ہوئی ہے۔ یہ اشارے بھی ملے ہیں کہ حامیوں کی تعداد بڑھ جانے کے لیے این ڈی اے کے لیڈروں نے آزاد ایم ایل اے سے بھی بات کی ہے۔ اس سلسلہ میں کچھ ہتھکنڈوں کے تحت بی جے پی کے جو طرفدار قومی جنرل سکریٹری اپنا کردار ادا کر رہے ہیں ... اہم رول ادا کر رہا ہے۔ بی جے پی کے وہ چہل (جھارکھنڈ) انچارج سد پرانے کا دعویٰ ہے کہ جے ایم ایم اور این ڈی اے کا ایک گروپ بن گیا ہے لیکن جے ایم ایم کی جانب سے اس سلسلہ میں ابھی تک کوئی تصدیق نہیں ہو سکی ہے۔ اگر یہ دعویٰ ٹھوس روپ لے پاتا ہے تو این ڈی اے پالیسی اور جے ایم ایم کے بارہ ایم ایل اے مل کر نئی ریاست کو مضبوط حکومت دے سکیں گے۔

جھارکھنڈ کے تذکرہ میں شیبو سورین نے وزارت علیا پر سب سے پہلا دعویٰ پیش کر کے ایک ابھار لانے کی کوشش کی تھی۔ ان کے دعوے کا کانگریس کا ایک حلقہ حالیہ تعداد اور رخ کے مطابق بھی بلکہ آر جے ڈی کے ساتھ سورین کو وزیر اعلیٰ بنانے پر غور کر رہا ہے۔ جے ایم ایم، کانگریس اور آر جے ڈی کے ایم ایل اے کی کل تعداد ۳۲ ہے۔ اقتدار سے بی جے پی کو بے دخل رکھنے کے لیے ان کو کمیونسٹوں کی حمایت بھی مل سکتی ہے۔ ان کو ملا کر غیر این ڈی اے اتحاد کے ۳۶ ممبران ہو جائیں گے۔ تین آزاد ایم ایل اے کی حمایت کے بعد اس اتحاد میں ممبران کی کل تعداد ۳۹ تک پہنچ جائے گی۔ آر جے ڈی کی کوشش یہ ہے کہ سمتا اور جنتا دل متحدہ میں توڑ پھوڑ کر کے کم از کم تین ممبروں کی حمایت حاصل کر لی جائے تاکہ بی جے پی کے اقتدار کے منصوبے پر پانی پھیرا جا سکے۔ کل ملا کر جھارکھنڈ کے اقتدار کے لیے لڑائی بہت قریب سے لڑی جا رہی ہے۔ اقتدار کے قریب پہنچ جانے والی بی جے پی کو اقتدار سے روکنے کے لیے اس کے مخالف کسی بھی حد تک جا سکتے ہیں۔

جھارکھنڈ مکتی مورچہ کی سیاست کو قریب سے دیکھنے والے سیاسی پنڈتوں کا ماننا ہے کہ وزارت علیا کے لیے اچانک ابھار کر سورین نے این ڈی اے کو اپنی طرف سوچنے کے لیے مجبور کیا ہے لیکن بظاہر ایسا نہیں لگتا کہ ۳۲ ممبران اسمبلی والی بی جے پی ۱۲ ممبران والی جھارکھنڈ مکتی مورچہ کی سوچ کی سوجی بنا پسند کرے گی۔ جہاں تک غیر آر جے ڈی وزیر اعلیٰ کا سوال ہے تو اس کے لیے این ڈی اے کی طرف سے صاف بتوڑی سمجھا جا رہا ہے لیکن معاشی اصلاحات کے دور میں کہیں لگتا ہے ان کو مرکز کے ... اس لیے اگر این ڈی اے یہاں حکومت بناتا ہے تو پھر اس کے وزیر اعلیٰ مرانڈی ہی ہوں گے۔ □□

...کانگریس کا بول بالا

جن کو امید ہے کہ سونیا جی کا آشیرواد صرف ان کو ملے گا ... آدی باسی اور عیسائی ووٹوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ انھوں نے گذشتہ روز بھوپال دہلی سہا ... میں آکر چھتیس گڑھ کے ممبران اسمبلی سے ملاقات بھی کی۔ اس طرح ان کی ... چھتیس گڑھ کے سبھی عیسائی سربراہوں سے سونیا جی کو خط لکھوانے کی تیاری بھی کر رہے ہیں۔ ان جلسے لیڈروں کے علاوہ ایک خاموش لیڈر موتی لال ووہرا بھی ہیں جن کو صرف سونیا گاندھی جی پر بھروسہ ہے۔ مستند وہ ابھی مدھیہ پردیش کے دو مرتبہ وزیر اعلیٰ اور یوپی کے گورنر رہ چکے ہیں۔

ان کے علاوہ چھتیس گڑھ سے متعلق مدھیہ پردیش کے وزیروں کو بھی وزارت علیا کے خواب آنے لگے ہیں۔ ان میں راجندر پرشاد شکل، ستیہ نرائن شرما اور رویندر چوبے کے ساتھ ساتھ ایک آدی باسی وزیر چھتیس رام راٹھیا کی بھی سوچ ہے کہ اگر ان کا آدی باسی چہرہ

چھتیس گڑھ اسمبلی

کل تعداد	۹۰
کانگریس	۴۸
بی جے پی	۳۸
بی ایس پی	۲
دیگر	۲
لوک سبھا سیٹیں	۱۱
راجیہ سبھا سیٹیں	۵

کام کر گیا تو ان کو بھی وزیر اعلیٰ بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن مدھیہ پردیش کے یہ وزراء شکل، وورا اور چھتیس گڑھ کے دوسرے لیڈروں سے ڈرے ہوئے ہیں۔ اسی وجہ سے انھوں نے چھتیس گڑھ کے ممبران اسمبلی کے درمیان نیا مطالبہ اٹھوا دیا ہے

(باقی صفحہ ...)

...طرح گھر گئے

مختصرات

نیپال کے جہاز میں آگ لگی

... نیپال کے ایک جہاز میں آگ لگ گئی لیکن فوری طور پر ... سبھی مسافر ... بچ گئے ... جہاز کے انجن میں آگ لگ گئی تھی ... کے مطابق اس جہاز کے سبھی مسافر محفوظ ہیں۔

غیر قانونی داخلہ کی کوشش

... لندن میں ... پولیس نے ایک ٹرک کو ... پکڑا ... غیر قانونی طور پر برطانیہ میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے تھے ... کو ناکام بنا دیا گیا ہے۔

دل کا مصنوعی والو تیار

... واشنگٹن ... محققین ... نے دل کا ایک مصنوعی والو تیار کیا ہے ... کے تجربات ... کو ... کی اجازت مل گئی ہے۔

ایک چوتھائی آبادی کی آمدنی ... ایک ڈالر یومیہ

... عالمی بینک ... دنیا کی ایک چوتھائی آبادی کی آمدنی ایک ڈالر یومیہ سے کم ہے ... غربت ... ظاہر کیا گیا ہے۔

... بردہ داری ...

... حکومت ... کو ... کے خلاف ... نئے اقدامات کیے گئے ہیں۔

... کے پانچ ... ملے

...

اصحاب صفہ اور صحابہ کرام کا جذبہ اخلاص

[illegible]

حمد باری تعالیٰ

[illegible]

ہندو عبادت گاہوں کے ذرائع آمدنی
چھان بین سے گریز کیوں؟

[illegible]

ہندو اداروں کے قانون کے غلط استعمال کو روکنے والا قانون
یوپی ہندو عوامی ادارہ ایکٹ ۱۹۶۱ ختم کر دیا گیا

[illegible]

رام پرکاش گپتا بانٹ رہے ہیں اپنوں کو ریوڑیاں

[illegible]

اصلاح معاشرہ پروگرام پورے سال چلانے کا
جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا فیصلہ وقت کی اہم ضرورت

رپورٹ: مولانا زبیر احمد ندوی

[illegible]

مجلس منتظمہ ضلع بجنور کا اجلاس

رپورٹ: مولانا سراج الدین مظاہری

[illegible]

راؤڑ فساد کے مقدمات منتقل کیے جائیں [?]

[illegible]

جمعیۃ علماء مہاراشٹر کے وفد کا دورۂ گجرات [?]

[illegible]

انتقال پر ملال

[illegible]

نوٹس منجانب محکمہ شرعیہ ضلع گڈا بہار

[illegible]

بنام

[illegible]

بقیہ: ناپاک کوشش
صفحہ ۱ سے

بقیہ: الوداع تنظیم ابنائے قدیم الوداع
صفحہ ۵ سے

بقیہ: آر ایس ایس
صفحہ ۱۲ سے

بقیہ: انٹرویو غلام نبی آزاد
صفحہ ۳ سے

بقیہ: اور ہم سنگی سنگر
صفحہ ۷ سے

بقیہ: چھتیس گڑھ
صفحہ ۷ سے

ALJAMIAT (WEEKLY) NEW DELHI
Posting Date - 14/15 August 2000
18-24. AUG. 2000
R. N. I. NO. - 38985/82
Postal Registration No. - DL - 11083/2000

آر ایس ایس تاریخ کی یہ من مانی وضاحت کیوں؟

معروف کالم نویس جناب اسنل بھٹاکر کا ایک چبھتا ہوا سوال

[illegible]

کشمیر کے سانحہ قتل کے بدلے میں وشو ہندو پریشد کی انتقامی کارروائی کی دھمکی

جمعیۃ علماء ہند کے ناظم تنظیم مولانا سید محمود مدنی کی طرف سے سخت مذمت

[illegible]

۳۱ اگست ۲۰۰۰ء

[illegible]